جدید فقہی مسائل

غائبانہ نمازِ جنازہ

مولانا محمد اسماعیل نورانی

فاضل دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ:

ایک شخص گھر سے کشمیر کی تحریک کے سلسلہ میں چلا گیا، واپس گھر نہیں آتا ہے۔ اب اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ وہ شخص وہاں پر ہی شہید ہو چکا ہے۔ اس کی نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس بارے میں حدیث کی رو سے بتائیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم. الجواب بعون الوھاب

صورت مسئولہ کا جواب یہ ہے کہ غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ فقہاءِ احناف کے نزدیک نمازِ جنازہ کی مختلف شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ جنازہ سامنے موجود ہو۔ جیسا کہ تنویر الابصار اور درمختار میں ہے:

> و شرطها ستة اسلام الميت و طهارته و ستر العورة و حضوره و وضعه و كونه هو او اكثر امام المصلى فلا تصح على غائب.
>
> یعنی نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے چھ شرائط ہیں۔ میت کا مسلمان ہونا، اس کا پاک ہونا، اس کے شرعاً قابل ستر مقامات کا چھپا ہونا، اس کا موجود ہونا اور اس کا پورا یا اکثر حصہ کا نمازی کے سامنے رکھا ہونا۔ لہٰذا جو میت سامنے نہ ہو اُس پر نمازِ جنازہ صحیح نہیں ہے۔
>
> (تنویر الابصار مع الدر المختار، ج ۳، ص ۹۷)

فقہاءِ احناف نے نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے میت کے موجود ہونے کی شرط اس لئے لگائی ہے کہ ماسوا چند صحابہ کے کسی اور صحابی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے غائبانہ نمازِ جنازہ ثابت نہیں ہے حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے جو انتقال کر جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نمازِ جنازہ پڑھنے پر بہت حریص اور متمنی ہوتے حتیٰ کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

لا یموتن فیکم میت ما کنت بین اظھرکم الا اذنتمونی به فان صلاتی علیه له رحمة.

تم میں جو شخص بھی مر جائے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو مجھے اس کی اطلاع دیا کرو، کیونکہ میرا اس پر جنازہ پڑھنا اس کے لئے رحمت ہے۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۱۵۲۸، مسند احمد، ۳۸۸/۴، رقم الحدیث ۱۸۹۵۸، مطبوعہ دار احیاء التراث)

اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ عزوجل ان کی قبروں کو میری نماز سے ان کے لئے روشن فرما دیتا ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۹۵۶) مجھے اپنے جنازوں کے لئے بلا لیا کرو۔ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۲۴۶، ج ۳، ص ۴۴۵)

ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب پر نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے کس قدر خواہشمند اور متمنی ہوتے تھے، لیکن اس کے باوجود معاملہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں مختلف مقامات پر صدہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وفات پائی لیکن کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غائبانہ نماز ادا فرمائی ہو، حتیٰ کہ واقعہ بیر معونہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر صحابہ کو دھوکہ سے شہید کر دیا گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شدتِ الم سے پورے ایک مہینہ تک کفار کے لئے دعاءِ ہلاکت فرماتے رہے۔ ایسے جانثار صحابہ کے بارے میں بھی منقول نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جنازہ ادا فرمایا ہو۔ متعدد احادیث میں صرف یہی وارد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۳۰ دن تک کفار کے لئے دعاءِ ہلاکت فرماتے رہے۔ (دیکھئے: صحیح بخاری، کتاب الوتر، رقم الحدیث ۱۰۰۲، صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم الحدیث ۶۷۷)

باقی رہی وہ احادیث جن میں بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر غائبانہ نماز ادا کرنے کا ذکر ہے اُن کی تفصیل یہ ہے کہ جب والیٔ حبشہ اصحمہ نجاشی کا وصال ہوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام کو) اس کی موت کی خبر دی اور آپ عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے، وہاں آپ نے مسلمانوں کی صفیں بنائیں اور چار تکبیریں پڑھیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الجنائز: ۱۲۴۵)

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ کا مدینہ طیبہ میں انتقال ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں ان کا جنازہ ادا فرمایا۔
(المعجم الکبیر، رقم الحدیث ۷۵۳۷، بحوالۂ تبیان القرآن، ج ۲، ص ۵۳۳)

تیسرا واقعہ یہ ہے کہ غزوۂ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ یہ غزوہ ملک شام میں وقوع پذیر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں منبر پر اس کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ جب حضرت زید بن حارثہ شہید ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں ان کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور ان کے لئے دعا کی، پھر حضرت جعفر بن ابی طالب شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بھی نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور ان کے لئے دعا کی۔ (کتاب المغازی، ج ۲، ص ۷۶۱، بحوالہ تبیان، ج ۲، ص ۵۳۳)

مذکورہ تینوں واقعات سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز اور مسنون ہے لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ ان تینوں واقعات کے متعلق روایات میں تصریح ہے کہ ان میں جنازے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود تھے اور آپ نے ان پر نماز ادا فرمائی۔ چنانچہ پہلا واقعہ جس میں نجاشی پر نمازِ جنازہ ادا کرنے کا ذکر ہے اس کے متعلق صحیح ابن حبان کی روایت میں صاف تصریح ہے کہ **و هم لا يظنون الا ان جنازته بين يديه**. یعنی اس جنازہ میں صحابہ کرام کو یہی ظن تھا نجاشی کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے، (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، ج ۵، ص ۴)

اور فتح الباری میں صحیح ابو عوانہ کے حوالہ سے اسی واقعہ کے متعلق یہ صراحت ہے کہ **فصلينا خلفه و نحن لانرى الا ان الجنازة قد امنا**. یعنی ہم نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی سمجھتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے۔ (فتح الباری، ج ۳، ص ۲۴۳)

اور اسی فتح الباری میں امام واحدی کی اسباب النزول سے یہ روایت موجود ہے کہ **كشف للنبى صلى الله عليه وسلم عن سرير النجاشى حتى رآه و صلى عليه**. یعنی نجاشی کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ظاہر کر دیا گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا اور اس پر نماز ادا فرمائی۔ (فتح الباری، ج ۳، ص ۲۴۳، شرح الزرقانی علی المواہب، ج ۸، ص ۸۷، بحوالہ فتاویٰ رضویہ، مخرجہ، ج ۹، ص ۳۴۹)

دوسرا واقعہ جس میں حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ پر نمازِ جنازہ ادا کرنے کا ذکر ہے اس کے متعلق اسی روایت میں یہ صراحت موجود ہے کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کیا:

یارسول اللہ ان معاویۃ بن المزنی مات بالمدینۃ اتحب ان اطوی لکَ الارض فتصلی علیہ؟ قال نعم فضرب بجناحہ علی الارض فرفع لہ سریرہ فصلی علیہ و خلفہ صفان من الملائکہ. فی کل صف سبعون الف ملک ثم رجع فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام بم ادرک ھذا قال بحبہ قل ھو اللہ احد و قراء تہ ایاھا جائیا و ذاھبا و قائما و قاعدا و علی کل حال.

یارسول اللہ ﷺ! معاویہ بن مزنی کا مدینہ طیبہ میں انتقال ہو گیا ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے لئے زمین کو لپیٹ دوں تاکہ آپ ان پر نماز ادا فرمائیں تو حضور نے فرمایا ہاں۔ جبرئیل نے اپنا پر زمین پر مارا اور جنازہ کو حضور کے سامنے کر دیا۔ سو آپ نے نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور اس وقت آپ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے، پھر وہ تخت واپس ہو گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے حضرت معاویہ کی اس فضیلت کی وجہ پوچھی تو جبرئیل نے کہا کہ یہ سورۂ اخلاص سے محبت رکھتے تھے اور آتے جاتے اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں اس کو پڑھا کرتے تھے۔ (المعجم الکبیر، رقم الحدیث ۷۵۳۷، مرقات شرح مشکوٰۃ، ج ۴، ص ۱۴۰، تبیان القرآن، ج ۲، ص ۵۳۳)

بعض روایات میں یوں ہے کہ جبریل نے اپنا داہنا پر پہاڑوں پر رکھا وہ جھک گئے، بایاں پر زمینوں پہ رکھا وہ نیچے ہو گئیں یہاں تک ہمیں مکہ و مدینہ نظر آنے لگے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اُن پر نماز پڑھی۔ (مجمع الزوائد، ج ۳، ص ۳۸، بحوالہ فتاویٰ رضویہ، مخرجہ، ج ۹، ص ۳۵۹)

تیسرا واقعہ جس میں حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما پر

نمازِ جنازہ ادا کرنے کا ذکر ہے اس کے متعلق بھی اسی روایت میں یہ صراحت ہے کہ کشف له ما بینه و بین الشام فهو ینظر الی معرکتهم. یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور ملک شام کے درمیان حائل پردے اُٹھا دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم معرکہ کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ (کتاب المغازی، ج ۲، ص ۷۶۲)

مذکورہ تینوں واقعات کے متعلق جب یہ ثابت ہو گیا کہ ان میں جنازہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود تھا تو اب ان واقعات سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کرنا جائز ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کا اس موضوع پر ایک مفصل اور مدلل رسالہ ہے جس میں آپ نے دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے کہ غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ اس میں آپ نے ۸۶ کتابوں سے ۲۳۰ عبارات ذکر کی ہیں اور مختلف احادیث پر تحقیقی اور فنی بحث ارقام فرمائی ہے۔ رسالہ کا نام ہے الهادی الحاجب عن جنازة الغائب (غائبانہ نمازِ جنازہ سے روکنے والا رہنما رسالہ)۔ واللہ و رسولہٗ اعلم۔

قارئینِ کرام

مجلہ فقہ اسلامی کا ماہِ ذوالحجہ کا شمارہ سالنامہ ہوگا

محرم ۱۴۲۴ھ تا ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ کے شماروں کے مضامین و مقالات کے بارے میں قارئین کی آراء اس میں شامل کی جائیں گی۔ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

﴿ ۲ ﴾

منی آرڈرز ، رجسٹرڈ خطوط اور کوریئر سروس سے ڈاک ارسال کرتے وقت حسبِ ذیل پتہ تحریر فرمائیں۔ حافظ عبدالرحمٰن ثانی ، خطیب ہاؤس پنجاب ٹاؤن، ملیر ہالٹ کراچی

جبکہ عام ڈاک کے لئے پتہ :

پوسٹ بکس نمبر 17777 گلشنِ اقبال کراچی

(مجلس ادارت)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا